مادرِ امّت

تالیف

علامہ سید عبدالمجید ندیم

المکتبہ الباسط

۱۰ حبیب کالونی ملتان پاکستان، فون ۴۲۷۶۰

عثمانیہ لائبریری گنج چوک پشاور
فون : ۲۲۱۴۴

سپاس عقیدت

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد عبدالشکور دین پوری صدر مجلس تحفظ حقوق اہلسنت والجماعت پاکستان۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم۔

ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضؓ کی ذات بابرکات خانوادہ رسالت کی وہ خاتون ہیں جس کی عظمت کی تابانی سے نبوت کدہ روشن تاباں تاباں نظر آتا ہے۔

باپ صدیق رضؓ بیٹی صدیقہ بنی۔ حبیب خدا نے جسے حمیرا کہا۔ ازواج مطہرات میں آپ کا مقام ممتاز ہے۔ ان کے بستر پر جبرئیل امین وحی لاتے حضور نے انہیں اپنے قرب کی انفرادی سعادت سے نوازا۔ اگر بہ فرط وفور عقیدت میں حضرت عائشہ رضؓ کو نبوت کی حبیبہ محمدؐ کی رفیقہ ازواج میں لائقہ باسلیقہ۔ کردار میں عفیفہ امت پہ شفیقہ بڑی خوش نصیبہ گلشن رسالت کی عندلیبہ کہوں تو میری آنکھوں کو نور دل کو سرور بھرپور ملتا ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو؟ یہ عائشہ رضؓ ہی تو ہے جسے خدا کا سلام آیا عفت کا پیام برسر عام آیا۔ پاک دامنی پر ازل گویا ہوا۔ یہ عائشہ رضؓ کا امتیاز اور مقبولیت کا عجیب انداز ہے، صحابہ کرام رضؓ نے برملا کہا:۔

کَانَ نِصْفُ عِلْمِ الْاُمَّۃِ	امت کا نصف علم
عِنْدَ عَائِشَۃَ	انہیں کے پاس ہے

دو سو صحابہ کرام رضؓ براہ راست بی بی کے شاگرد ہیں، دو ہزار دو سو دس احادیث

بیوی آپؐ سے مروی ہیں، قرآن کی زبان میں تمام مومنین و مومنات کی ماں ہیں۔
حضرت مسروقؒ جب ان سے روایات کرتے احتراماً اکراماً فرمایا کرتے۔

حَدَّثَتْنِی الصَّادِقَۃُ بِنْتُ الصِّدِّیْقِ — مجھے بتایا صادقہ
حَبِیْبَۃُ حَبِیْبِ اللّٰہِ — صدیق کی بیٹی حبیبہ حبیب اللہ نے

سبحان اللہ۔

اور سننے والے یہ سن کر جھوم جھوم جاتے بڑے بڑے اجلہ صحابہ کرامؓ آپ کے در اقدس پر جاکر علمی پیاس بجھاتے۔ رسول اللہؐ کی جلوت کے صحابہ کرامؓ ترجمان ہیں اور خلوت کی حضرت عائشہؓ ترجمان ہے۔ آپؐ کے رات کے معمولات، وقت سحرگاہی کی دعائیں، آپ کیسے لیٹتے، کیسے جاگتے، کتنا جاگتے یہ سب ام المومنین نے بتایا۔

حضرت عائشہؓ کی زندگی کو جس خوبصورتی اور والہانہ عقیدۃ کی شیفتگی سے برادر مکرم جناب مولانا سید عبدالمجید ندیم صاحب ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ حقوق اہلسنت نے ترتیب دیا ہے۔ واقعی یہ انہیں کا حصہ تھا۔ مولانا ندیم صاحب جہاں مسلمہ خطیب ہیں وہاں ایک بہترین ادیب بھی ہیں۔ انہوں نے اختصار کے ساتھ سیرت حضرت عائشہؓ کو جس انداز میں پیش کیا وہ سیرت کے طلباء کے لئے نہایت مفید ہوگا، جہاں انہوں نے امت پر احسان فرمایا وہاں اپنی آخرت کے لئے بھی ذخیرہ خیر سعادت بنالیا ہے۔

زیر نظر کتاب عقیدت و محبت کا شاہکار ہے، اس کی اہمیت ان حالات میں اور زیادہ ہوگئی ہے کہ ایک بدنصیب طبقہ امہات المومنین

بالخصوص حضرت عائشہؓ پر طعن و تشنیع کر کے ملت کے نونہالوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ میں شاہ صاحب کو اس تصنیف پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ موصوف کی یہ تالیف فیض عظیم کا باعث بنے۔

******* آمین *******

پرتقصیر محمد عبدالشکور دین پوری

۵ رجب ۱۳۹۵ھ نزیل ملتان

عرضِ حال

کاشانۂ رسالت کی ملکۂ عفت ام المومنین حضرت عائشہؓ امہات المومنین میں ایک منفرد اور ممتاز مقام رکھتی ہیں اور نبوت کی نگاہ لطف سے مالامال ہیں۔

تاریخ اسلام جناب صدیقہؓ کے ذکر جمیل کی تابانیوں سے درخشاں ہے مگر اسلام کے دوست نما دشمنوں نے جہاں ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت یعنی صحابہ کرامؓ کو ہدف مطاعن بنایا اور ان کے معیاری کردار پر بے بنیاد من گھڑت الزامات عائد کر کے اسلام کی بنیادیں متزلزل کرنے کی کوشش کی وہاں حرم نبوی کی ان مقدس ہستیوں کو بھی معاف نہیں کیا۔ جن کی تطہیر و تقدیس کا قرآن کریم نے صاف صاف اعلان کر دیا۔

دوسرے نفوس قدسیہ کی طرح حضرت عائشہؓ جس قدر عظیم ہیں اسی قدر مظلوم بھی۔ ہمارے یہاں ایک مخصوص ذہن اس مشن پر کار فرما ہے کہ ثابت کیا جاتے کہ خدا نے اپنے نبی آخر الزماں کے کاشانہ اقدس کے لئے جن خواتین کو چنا وہ (العیاذ باللہ) ناکارہ یا غیر موزوں تھیں، یہ ارباب کفر کا تاریخی منصوبہ ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے مشیروں وزیروں اور گھر والیوں کو غیر معیاری ثابت کر کے آپ کے عالمگیر انقلابی پیغام ہدایت کو بے روح بنا دیا جائے کہ جس پیغمبرؐ کے گردو پیش اور اندرون خانہ کا یہ حال ہے۔ وہ پورے عالم انسانیت کی فلاح کا کیونکر علمبردار بن سکتا ہے۔ ان حالات میں یاران رسول مقبول کی

عظمت اور ازواجِ نبیؐ کی عفت و رفعت بیان کرنا وقت کا ایک اہم تقاضا بلکہ عظیم جہاد ہے۔

ناچیز نے ملک کے اندر مختلف جلسوں میں سیرت حضرت عائشہؓ پر تقریریں کیں تو احباب نے بار بار اصرار کیا کہ اس اسلوب کو ضبط تحریر میں لاکر ایک کتاب کی شکل دے دی جانی چاہیئے۔ میں اپنی تبلیغی مصروفیات کے ہنگامے میں دوستوں کے اصرار اور اپنے ذاتی اشتیاق کو پورا کرنے کیلئے بے تاب رہا اور لمحات فرصت کا منتظر۔

اپریل ۱۹۷۵ء کے اواخر میں کراچی کے دورے کا اتفاق ہوا تو وہاں کے علمی ماحول میں کچھ مطالعہ کا موقع ملا مخاست فرصت میسّر آتے۔ اور خدائے بزرگ و برتر نے مجھے توفیق بخشی کہ سرکار دو عالم کی اس مقدس رفیقۂ حیات کی سیرت کے چند اجمالی خاکے قلم بند کر کے سعادت دارین حاصل کر سکوں مجھے باذوق قارئین سے پوری امید ہے کہ جہاں وہ اپنی دعوات حسنہ میں ناچیز کو یاد رکھیں گے وہاں اگر زیر نظر کتاب میں کہیں کوئی قابل اصلاح پہلو سامنے آتے تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں گے تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

****

سوانح و سیرۃ صدّیقہ رضی اللہ عنہا

نام . . . . عائشہؓ

لقب . . . . صدیقہ، حمیراؓ

خطاب . . . . ام المؤمنین رضؓ

والد گرامی . . . . خلیفہ راشد اوّل رفیق نبوت حضرت ابوبکر صدیقؓ

والدہ . . . . نام زینب۔ کنیت . . . ام رومان۔

ولادت

اسلام کے پہلے بالغ نظر مسلمان حضرت صدیق اکبرؓ کی یہ بلند بخت بیٹی جب پیدا ہوئیں تو رسالت کا سراج منیر مطلع ہدایت پر ضوفشانی کے چار سال پورے کر کے پانچویں سال میں تاباں تھا۔ کاشانۂ صدیقؓ کی اقبال مندیوں کی کوئی حد ہے کہ خورشید اسلام کی پہلی شعاعیں اسی گھر کے درودیوار کو منور کر گئیں اور انہیں نورانی کرنوں سے جگمگاتے ہوتے ماحول میں حضرت عائشہؓ نے آنکھیں کھولیں جبھی تو آپ کا ارشاد ہے کہ "میں نے اپنے والدین کو مسلمان دیکھا اور میرے کانوں نے کفر و شرک کی قبیح آواز تک نہیں سُنی۔"

قدرت نے جس ہیرے کو رسالت کی انگوٹھی کے لئے چنا اس کی نشوونما کے لئے کیسے مقدس حالات پیدا کئے۔

****

آثارِ عظمت

بچپن ہی میں حضرت عائشہ رضؓ کے ناصیۂ اقبال سے مستقبل کا نور جگمگاتا ہوا نظر آیا اور عظمتوں کے نشان واضح تھے، آمنہ کے لالؐ کی یہ ہونے والی رفیقۂ حیات اپنی زندگی کے آغاز ہی سے عادات وخصائل کی اعلیٰ ترین خوبیوں کا مرقع تھیں"۔

فطری ذہانت

آپ کو بچپن میں گڑیوں سے کھیلنا مرغوب تھا چنانچہ کھلونوں میں آپ نے ایک پَروں والا گھوڑا بھی سجا رکھا تھا۔ ایک بار کھیل میں مگن عائشہؓ سے از راہ تفنن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! گھوڑوں کے تو پر نہیں ہوتے عائشہؓ! حضرت عائشہؓ کی فطری ذہانت نے رسول اللہؐ کے اس سوال کا جواب ڈھونڈ لیا۔ اور عرض کیا۔ یا حضرت! کیا حضرت سلیمان کا گھوڑا پروں والا نہیں تھا؟ رسول محترمؐ اپنی عائشہؓ کی ذکاوت وفطانت اور حاضر جوابی سے انتہائی خوش ہوئے اور مسکراتے ہوتے تشریف لے گئے۔

حافظہ

قسام ازل نے بنتِ صدیقؓ کو جودت فکر اور مثالی حافظہ سے نوازا تھا۔ عام طور پر بچپن کے واقعات لوحِ ذہن سے محو ہوجاتے ہیں۔ مگر حضرت عائشہؓ کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ بچپن میں اگر کوئی آیتِ قرآنی سن لی تو تاحیات لوحِ ذہن پر نقش رہی چنانچہ خود فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت اتری :۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ۔ تو اس وقت میں کھیل رہی تھی مگر یہ آیت سنی تو ذہن پر نقش ہوگئی۔

ہجرت کے اکثر واقعات آپؓ کو یاد تھے۔ آپ کے نورانی حافظہ کے ذریعہ امت تک حضورؐ کی دو ہزار دو سو دس حدثیں پہنچیں اور مکثرین حدیث

ہیں آپ چھٹے نمبر پر ہیں۔

تعلیم و تربیت

آپ چونکہ حد شعور میں قدم رکھتے ہی کاشانہ رسالت میں پہنچ گیئں جہاں وحی کی روشنی فروزاں تھی مگر کاشانہ اقدس میں جانے سے قبل بھی آپ کے ۹ سال اس عظیم باپ کے سایہ عاطفت میں بسر ہوتے جہاں صداقتیں جلوہ فگن اور نبوت کا پیار، بے لوث چاہتیں متاع خانہ تھیں، صدیق اکبرؓ نے اپنے محبوب (رسول اکرمؐ) کے خانہ اقدس میں بھیجنے کے لئے اپنی بیٹی کی تربیت میں کیا کمی کی ہوگی۔ ویسے جیسا کے پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ ذہانت وفطانت ذکاوت و فرزانگی سے تو آپ طبعًا مالا مال تھیں ہی پھر ماحول کی پاکیزگیوں نے آپ کے نسوانی پیکر کو سراپا عظمت بنادیا۔

شادی

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد جو رسول اللہ صلعم کی پہلی اور انتہائی وفاشعار سراپا ایثار رفیقۂ حیات تھیں اور کم وبیش ۲۵ برس تک آپ کے شرف صحبت سے ممتاز رہیں۔ان کی وفات سے آنحضرتؐ رنجیدہ خاطر تھے۔حضرت خدیجہؓ نے جن حالات میں آمنہ کے لالؐ کا ساتھ دیا۔ وہ ایک مستقل داستان غم ہے تنہائی و اضطراب اور مصائب کے بے پناہ ہجوم، کفر و شرک کی دلخراش چیرہ دستیوں میں حضرت خدیجہؓ اپنے مقدس شوہر کی بہترین رفیقہ کی حیثیت سے باطل کے ساتھ نبرد آزما رہیں۔ تو ایسی غم گسار بیوی کی وفات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر حزن و ملال کا آجانا قدرتی امر تھا حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ

عنہا نے آنحضرتؐ کے اندرونی کرب و اندوہ کو محسوس کرتے ہوئے عرض کیا سرکار دو عالم اگر آپ اجازت دیں۔ تو آپ کے لئے کوئی رشتہ تلاش کیا جاتے، آنحضرت نے فرمایا کہاں؟ خولہؓ نے عرض کیا، بیوہ اور کنواری ہر قسم کے رشتے موجود ہیں۔ سودہ بنت زمعہ بیوہ، اور حضرت عائشہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کنواری ہیں۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے، بات کر کے دیکھو، حضرت خولہؓ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر آئیں اور آنے کا مقصد ظاہر کیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے۔ عائشہؓ تو رسول اللہ صلعم کی بھتیجی ہیں۔ حضرت خولہؓ نے آنحضرت صلعم سے اس ضمن میں عرض کیا تو بارگاہ نبوت سے ارشاد ہوا۔ صدیقؓ میرے روحانی بھائی ہیں اور دینی بھائی چارے میں نکاح ہو سکتا ہے۔ اب صدیق اکبرؓ کے لئے اس سے بڑھ کر مقام مسرت کیا تھا۔ آپ نے بصد خوشی یہ پیش کش قبول کر لی۔ اور ۷ سال کی عمر میں اپنی لاڈلی بیٹی کا نکاح رسالتؐ مآب سے کر دیا۔ نکاح خود صدیق اکبرؓ نے پڑھا۔ رسول اکرمؐ کا عائشہؓ کو اپنی زوجیت میں قبول کرنا اس حقیقت کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ نگاہ نبوت نے اس بچی میں پنہاں عظمتوں کو بھانپ لیا تھا اور صحیح بخاری (مناقب عائشہؓ) میں تو یہ بھی آیا ہے۔ کہ نکاح سے پہلے رسول اللہؐ کو خواب میں کوئی چیز ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی پیش کی گئی۔ کھول کر دیکھا تو وہ عائشہؓ بنت صدیقؓ تھیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

★★★★★★★★★★

سامان عبرت ہمارے معاشرہ میں شادی بیاہ کے موقعہ پر جو کچھ ہوتا ہے وہ محتاج بیان نہیں، ہنود و یہود کی رسمیں بڑے کر و فر سے پوری کی جاتی ہیں دولت و تموّل کا خوب خوب مظاہرہ اور بے جا اسراف ہوتا ہے، مگر سرکار دو عالم کی شادی کی تقریب ملاحظہ فرمایئے!

مہر میں آپؐ نے چار یا پانچ سو درہم دیا۔ اور کسی تزک و احتشام کے بغیر انتہائی سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ خانوادۂ صداقت کی پروردہ صدیقہؓ طاہرہ کا ہاتھ محمد عربیؐ کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔

رخصتی نکاح کے تقریباً ۳ سال بعد اور ہجرت مدینہ کے فوراً بعد سلہ میں حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک روز اپنے محبوب سے عرض کیا کہ آپ اپنی عائشہؓ کی رخصتی کیوں نہیں لے لیتے! رسول اللہ صلعم نے فرمایا ابھی میرے پاس مہر کی رقم نہیں شمع رسالت کے پروانے صدیقؓ نے عرض کیا، حضور میرا سرمایہ کس کے لئے ہے؟

میرے لئے تو آپؐ ہیں مقصود زندگی!!
یہ سیم و زر تو آپ کے قدموں کی دھول ہے (مؤلف)

آنحضرت صلعم کے لبوں پر مسکراہٹ کی روشنی بکھر گئی اور آپ نے فرمایا! اچھا تو سو درہم بطور قرض دے دیجئے، یہ رقم آپ نے اپنی رفیقۂ حیاتؓ کو (بطور مہر معجل کے) بھیج دی اور نہایت باوقار سادگی سے جناب صدیقہؓ ۱۰ سال کی عمر میں فخر رسل مولائے کل ہادیِ سبل کے خانوادۂ اقدس میں پہنچا

دی گئیں۔ اسلام کے دشمنوں، بالخصوص مستشرقین نے اعتراض کیا کہ پیغمبر اسلام نے ۹ سالہ عائشہؓ کو حلقۂ زوجیت میں لے لیا۔ ان کے اس اعتراض کا جواب تو محمدؐ کے خدا نے انہیں خوب دے دیا کہ مغرب کے ہسپتالوں میں ۱۰، ۱۱ سال کی لڑکیوں نے بچوں کو جنم دیا (اور وہ بھی اپنے باپ کے نہیں بلکہ پکنک اور رات کے تاریک سناٹوں کی پیداوار) جناب عائشہؓ کی ۹ سال کی عمر میں رخصتی میں کیا حکمت تھی، میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ حضرت صدیقہؓ چونکہ رسول اللہ صلعم کے پاس کنواری کی حیثیت سے آرہی تھیں، خدائے بزرگ و برتر نے چاہا کہ میرے محبوب کے گھر میں جو لڑکی کنواری کی حیثیت سے آرہی ہے وہ بالغ بھی کاشانۂ نبوت میں آ کے ہو۔ تاکہ حدّ بلوغ میں قدم رکھتے ہی پہلی نظر سے رسالت کے ..... جمال جہاں آرا کا نظارہ کرے۔ سبحان اللہ! یہ کتنی عظیم سعادت ہے۔ جو صرف اور صرف حضرت عائشہؓ ہی کے حصّہ میں آئی۔

منشاء خداوندی یہ تھا کہ صدیقہؓ کی روحانی، ذہنی اور جسمانی نشوونما آغوش رسالت کے زیر سایہ ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لڑکپن کا زمانہ جو عین تعلیم و تربیت کا زمانہ ہوتا ہے۔ ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ سعادت نے ظلمت اور نقص کمال کے ہر گوشہ سے الگ کر کے کاشانۂ رسالت میں پہنچا دیا تاکہ انکی ذات اقدس دنیا کی نصف آبادی (صنف نازک) کے لئے شمع رہ بن جائے، مصاحبت رسولؐ میں حضرت عائشہؓ نے جو مقام حاصل کیا اسکے بارے میں جمع الفوائد میں امام زہریؒ کا یہ قول امّ المؤمنین کی علمی عظمت کی کتنی

خوبصورت ترجمانی کرتا ہے، فرماتے ہیں اگر دنیا کی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو عائشہؓ بنت صدیق اکبرؓ کا علم ان سے بڑھ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کو جب کبھی علمی الجھن پیش آتی تو حضرت عائشہؓ کی طرف رجوع کیا اور آپ کی علمی عقدہ کشائی ہمیشہ باعث اطمینان ہوتی نبوت کی خانگی زندگی کے وہ حالات جو عام طور پر حلقۂ اصحابؓ سے اوجھل رہے۔ مگر انسانیت کے اس عظیم انقلابی اور ہادی برحق کی زندگی کا تو ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی، سبق آموز اور قابل عمل نمونہ تھا چنانچہ ملت حضرت عائشہؓ کی ممنون و سپاس گذار ہے کہ آپ نے معلم شریعت کی نجی زندگی کے ایسے گوشے امت کے سامنے پیش کئے جن سے ایک مسلم گھرانے کے شب و روز وابستہ ہوتے ہیں۔

کاشانۂ اقدس

حضرت عائشہؓ جس گھر میں تشریف لائی ہیں وہ کوئی مرمریں عمارت نہیں؛ بنی بنجار کے محلہ میں مسجد نبوی کے اطراف چھوٹے چھوٹے حجرے تھے، ان ہی میں سے ایک حجرہ جو مسجد کے شرقی جانب واقع تھا اور جس کا ایک دروازہ مسجد کے اندر کھلتا تھا یہی ام المومنین کا مسکن بنا، مسکن و مسجد کے اس قرب نے حضرت صدیقہؓ کو خدا و رسولؐ کی قربتوں کی انفرادی سعادت عطا کر دی؛ آنحضرت صلعم مسجد میں داخل ہوتے وقت حجرۂ عائشہؓ کے اسی دروازہ سے ہو کر جاتے اور جب اعتکاف میں بیٹھتے تو سر مبارک اسی دروازہ سے اندر کر دیتے تو کاشانۂ نبوت کی ملکۂ عفت اپنے محبوب کے مقدس بالوں میں کنگھا کر دیتیں

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا۔

رسولِ اکرمؐ کی تعلیم و ارشاد کے مجلسیں روزانہ مسجد نبوی میں ہوا کرتیں تو قرب مسکن کے باعث ان سے بھی آپ خوب خوب استفادہ کرتیں۔ اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو بلا تامل رسول اللہ صلعم سے پوچھ لیا کرتیں شب و روز علوم و معارف کے بیسیوں مسائل آپ سنتیں اور ذہن میں محفوظ کرتی جاتی تھیں۔

سرکارِ دوعالم کا مسکن چھ سات ہاتھ سے زیادہ چوڑا نہ تھا، مٹی کی دیواریں اور کھجور کے پتوں کی چھت تھی جن پر کمبل ڈالا گیا تھا، بلندی اتنی کہ کھڑے ہوتے پر سر مبارک چھت تک پہنچ جاتا دروازے کا ایک ہی پٹ تھا دروازے پر پردے کے لئے ایک کمبل استعمال ہوتا تھا۔ ایک غزوہ سے واپسی پر آپ نے دیکھا کہ ایک خوشنما پردہ لٹکایا گیا ہے۔ اظہار ناپسندیدگی فرمایا اور پردہ ہٹا دینے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا، بلاشبہ خدا نے ہمیں مٹی اور پتھروں کو لباس پہنانے کا حکم نہیں فرمایا، اللہ اکبر اس آئینہ میں آج ذرا ہم اپنا منہ دیکھیں تو؟ حجرۂ عائشہؓ سے متصل ایک بالاخانہ تھا جسے مشربہ کہا جاتا تھا۔

متاعِ خانہ اب آئیے ذرا رسالت کے خلوت کدہ کی اشیا خانہ ملاحظہ فرمایئے، ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ جس میں چھال بھری تھی، دو مٹکے (آٹا اور کھجور کے لئے) پانی کا ایک مشکیزہ ایک پیالہ اور بس اللہ اللہ اس منبع انوار و تجلیات میں کئی کئی راتیں چراغ تک نہیں جلتا تھا، افراد خانہ صرف دو مقدس شخصیتیں آمنہ کا لالؐ

اور ابوبکر صدیق رض کی بلند بخت بیٹی رض۔ پھر ایک لونڈی (بریرہ رض) کا اضافہ ہوا۔ جبکہ صرف دو بیویاں حضرت سودہ رض اور حضرت عائشہ رض تھیں تو آنحضرت ﷺ ایک روز کا وقفہ دے کر جناب صدیقہ رض کے حجرہ میں شب باشی فرماتے پھر جب دوسری امہات المومنین رض داخل خانہ اقدس ہوئیں تو حضرت سودہ رض نے اپنی (علالت کے باعث) باری کی رات حضرت عائشہ صدیقہ رض کو دے دی۔ مشکوٰۃ شریف

کھانا پکانے کی تو نوبت ہی کبھی کبھی آتی ورنہ اکثر اوقات کھجور اور پانی سے گذرتے۔ تہجد کی نماز کے لئے حضور اپنی رفیقۂ حیات کو جگاتے اور حضرت عائشہ رض اٹھ کر شریک عبادت ہو جایا کرتی تھیں، صبح کی نمود پر آنحضرت صبح کی سنتیں پڑھتے اور پھر کروٹ پر لیٹ کر اپنی رفیقۂ زندگی سے مشفقانہ باتیں کیا کرتے۔

اکثر فرماتے:۔ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَهُ إِلَّا التُّرَابُ وَمَا جَعَلْنَا الْمَالَ إِلَّا لِإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ۔ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔

ترجمہ:۔ "اگر ابن آدم کو دو میدان خزانے سے بھرے ہوئے ملیں تو وہ تیسرے کی حرص کرے گا۔ اس کا منہ سوائے مٹی کے کسی چیز سے نہیں بھر سکتا، خدا نے مال و دولت تو اپنے احکام، مسکینوں کی امداد کے لئے بنائی پس جو خدا کی طرف آتے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پذیرائی فرماتے ہیں"

جناب عائشہ رض فرماتی ہیں آپ کی خانگی زندگی شفقت و لطف کا بہترین

مظاہرہ تھی مگر جونہی اذان کی آواز آتی، آپ کی پوری توجہ مسجد کی طرف ہوجاتی پھر آپ ہمیں اس طرح بھول جاتے کہ جیسے پہچانتے ہی نہ ہوں۔

خانگی انتظامات حضرت بلال حبشیؓ کے سپرد تھے، وہی سال بھر کا غلہ وغیرہ لاتے اور بوقت ضرورت قرض بھی لیتے تھے۔

آنحضرت نے جب وفات پائی تو اگرچہ سارا عرب مسخر ہوچکا تھا۔ اور بلاد عجم سے بھی اسلامی بیت المال میں خزانے آرہے تھے۔ مگر جس روز وفات پائی گھر میں ایک دن کا سامان خورد و نوش بھی ناپید تھا۔

ازدواجی زندگی

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل خانہ سے اچھا ہو اور میں اپنے گھروالوں سے حسن سلوک کرتا ہوں۔ (حدیث نبوی)

آپ کی ازدواجی زندگی ایثار، وفا، اطاعت، قناعت اور محبت وخلوص کا بہترین نمونہ ہے۔ حضرت عائشہؓ نے ۹ سال پہلو ئے رسالت میں گزارے اس تمام مدت میں (واقعہ ایلاء کے سوا) کبھی کوئی غیر معمولی کشیدگی کا واقعہ پیش نہیں آیا۔

نبی رحمت کو بھی اپنی اہلیہؓ سے انفرادی محبت تھی اور صحابہ کرامؓ اپنے آقا کی دلجوئی کے لئے قصداً اس روز زیادہ تحائف و ہدایا بھیجا کرتے جس روز حضرت عائشہؓ کی باری ہوتی۔ دوسری ازواجؓ نے بتقاضائے بشریت یہ محسوس کیا اور سب نے مل کر حضرت فاطمہ زہراؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں بھیجا۔

آنحضرت نے اپنی لخت جگر سے فرمایا جان پدر! کیا تو اس کو نہیں چاہتی جسے میں چاہوں؟ ظاہر ہے کہ جناب زہرا رضی اللہ عنہا کے لئے اپنے عظیم والد گرامی علیہ السلام کا یہ جواب نہایت جامع اور اطمینان بخش تھا۔

ازواج مطہرات نے پھر ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بارگاہ رسالت میں بھیجا رسول اکرم نے فرمایا ام سلمہ! عائشہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ میں مجھے پریشان نہ کیا کرو۔ کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی تو ہے جس کے بستر میں قرآن کریم اترا اور اس کے سوا کسی کے بستر پر مجھ پر قرآن نہیں اترا۔

مگر ادائیگی حقوق میں دوسری ازواج سے بھی نبوت کی طرف سے مکمل انصاف برتا جاتا تھا اور کسی کی حق تلفی نہ ہوتی، طبعی رجحان اختیاری چیز نہیں، امت کے لئے اس میں بہترین سبق ہے کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں طبعی محبت اگرچہ کسی ایک سے زیادہ ہو مگر ادائیگی حقوق میں فرق نہ آنے پاتے۔

ایک بار حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش اسی مقصد کے لئے حاضر بارگاہ نبوت ہوتیں (واضح ہو کہ انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہمسری اور برابری کا دعویٰ تھا) جناب زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش نے بڑی جرأت و دلیری سے مافی الضمیر بیان کیا۔ جب وہ باتیں کر رہی تھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنکھیوں سے انہیں دیکھے جا رہی تھیں۔ جب وہ اپنی بات کہہ چکیں تو آنحضرت سے اجازت لے کر کھڑی ہوتیں اور ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے جواب میں ایسی

مدلل اور موثر تقریر کی کہ حضرت زینبؓ لاجواب ہوگئیں۔ حضرت نبی کریم صلعم مسکراتے اور فرمایا۔ آخر ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں نا۔

فضیلت حضرت عمرو بن عاصؓ غزوۂ سلاسل سے واپس آتے تو آنحضرت صلعم سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ رحمتِ عالم نے جواباً فرمایا عائشہؓ سے! عمرو بن عاصؓ نے عرض کیا مردوں میں سے؟ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ کے باپؓ سے "این خانہ ہمہ آفتاب است"۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی خوش قسمتی پر کیوں نہ عالمیں عرش رشک کریں کہ رسالت کی بے پایاں چاہتوں کا محور انہیں کا گھرانہ ہے۔

ایک بار حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ (جو ام المؤمنین ہیں) سے فرمایا بیٹی! حضرت عائشہؓ کا مقابلہ نہ کیا کرو وہ ہمارے آقا کی نظر منظور ہے اور تم سے زیادہ خوش رو بھی۔ آنحضرت نے جب یہ سنا تو تبسم فرمایا۔ بجا ہے کہ حضرت عائشہؓ میں نسوانی خوبیاں بھی بدرجہ اتم تھیں۔

(صحیح بخاری مناقب ابوبکرؓ)

مگر نگاہِ رسالت میں ان کا اہم مسائل، اجتہاد فکر بے پناہ ذکاوت و فطانت اور حفظ احکام امتیازی مقام تھا چنانچہ آپ کا یہ ارشاد جو صحاح میں موجود ہے، حضرت عائشہؓ کے اس امتیاز کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا

كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَآسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَاِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ

كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

ترجمہ:- مردوں میں تو بہت کامل گذرے ہیں مگر عورتوں میں سے مریم بنت عمران، آسیہ (زوجہ فرعون) کے سوا کامل نہ ہوئیں لیکن حضرت عائشہؓ کو عورتوں میں اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے باقی کھانوں پر ثرید کو۔

آپ کی چاہت و الفت کا یہی معیار تھا کہ حضرت خدیجہؓ ۶۵ برس کی ہو کر فوت ہوئیں، مگر آنحضرت صلعم کے قلب اطہر میں ان کی محبت اس شدت سے قائم رہی کہ حضرت عائشہؓ کو بھی رشک ہوا کرتا تھا۔

جس طرح آنحضرت کے لطف و کرم سے حضرت عائشہؓ مالامال تھیں جناب عائشہؓ کو بھی آمنہ کے لالؐ سے عشق کامل تھا۔ رات کو اگر سرکار دو عالم کو بستر پر نہ پاتیں تو بے قرار ہو جایا کرتیں۔ ایک شب فرماتی ہیں کہ آنکھ کھلنے پر میں نے محسوس کیا کہ حضور بستر پر نہیں۔ انتہائی بے چینی کے عالم میں آپ کو تلاش کرنا شروع کیا، چراغ نہ ہونے کی وجہ سے جستجوئے محبوب میں ہاتھ ادھر ادھر جانے لگے تو آنحضرت کے قدم مبارک پر ہاتھ جا پڑا پتہ چلا کہ بارگاہ رب العزت میں سربسجود ہیں۔

پھر ایک بار ایسا ہوا تو حضرت عائشہؓ کو خیال ہوا کہ شاید آپ کسی اور اہلیہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ دیکھا تو محو عبادت ہیں ندامت سے بولیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں کس خیال میں تھی اور آپ کس حال میں ہیں!

فرماتی ہیں ایک صبح میں نے دیکھا کہ کثرت قیام کے باعث آنحضرت کے پاؤں اور پنڈلیاں مبارک سوجی ہوتی ہیں بیقرار ہو کر عرض کیا! حضور آپ تو معصوم ہیں! پھر اس قدر عبادت اور استغفار کیوں! ہادیٔ برحق نے فرمایا! - اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ عائشہؓ! میں اس خدا کا شکر نہ ادا کروں جس نے یتیم کو امام الانبیاء بنا دیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی طرح خانہ اقدس کی سب بے شمار کرنیں ام المؤمنین کے ذریعہ امت تک پہنچیں۔

لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

واقعہ افک حضور کی مدنی زندگی میں دشمنانِ اسلام نے اپنے طریقۂ واردات میں منافقانہ روش کو اپنا لیا تھا۔ یعنی بجائے کھلم کھلا عداوت کے بظاہر حلقۂ اسلام میں آکر رسول اللہ صلعم کے مقدس پروگرام میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ آپ کی خانگی زندگی اور آبرو تک پر آوازے کسے۔ اور الزامات عائد کر کے اپنی بد باطنی کا مظاہرہ کیا اور کفار کو خوش کیا۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ دردناک زمانہ وہ ہے۔ جب منافقین نے ذلت و کمینگی کی انتہا کرتے ہوتے خانوادۂ رسالت کی ملکۂ عفت مریم اسلام حضرت عائشہؓ پر الزام لگایا اور گلی گلی کوچے کوچے رسول اللہ کی پاکیزہ آبرو کے خلاف بدزبانی کر کے ملت کو کرب و اضطراب میں مبتلا کر دیا۔

ہوا یوں کہ ۵ھ میں ایک جنگی مہم پر لشکر اسلام آنحضرتؐ کی قیادت میں نجد کے قریب ایک چشمہ بنی مصطلق پر دشمنانِ اسلام سے معرکہ آرا ہوا

اس غزوہ میں کچھ منافقین بھی آ گئے تھے۔ (اس خیال سے کہ جنگ تو ہوگی نہیں مال غنیمت میں حصہ دار بن جائیں گے۔) حضرت عائشہؓ اس سفر میں آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھیں۔

منافقین تاڑ میں تھے کہ کوئی عنوان ہاتھ آئے اور وہ رحمۃ اللعالمین کے خلاف پروپیگنڈہ کر کے اپنی فطرت بد کا مظاہرہ کریں۔

حضرت عائشہؓ حوائج ضروریہ کے لئے قافلہ سے ذرا ایک طرف گئیں جب کہ قافلہ روانہ ہونے والا تھا۔ آپ کے گلے میں اپنی بہن حضرت اسماءؓ کا ہار تھا۔ جس کے دھاگے بوسیدہ ہونے کی وجہ سے وہ کہیں گر پڑا آپ اسے تلاش کرتی رہیں کہ اتنے میں قافلہ چل دیا۔ آپ کی عمر اس وقت ۱۴ سال کے لگ بھگ تھی۔ جسم اتنا دبلا پتلا تھا کہ محمل اٹھانے والوں کو یہ محسوس نہ ہو سکا کہ ام المومنینؓ اس میں نہیں ہیں۔ آپؓ ہار تلاش کر کے واپس لوٹیں تو دیکھا قافلہ جا چکا ہے۔ چادر اوڑھ کر اس خیال سے لیٹ گئیں کہ جب محمل میں میری عدم موجودگی کا احساس ہوگا تو خود لینے آئیں گے ادھر حضرت صفوان بن معطل صحابی رسول جو قافلے کے پیچھے پیچھے رہا کرتے تھے کہ قافلہ کی گری پڑی چیزیں سنبھالیں آپ کا جب یہاں سے گذر ہوا اور معلوم ہوا کہ ام المومنین یہاں اکیلی رہ گئی ہیں تو زبان سے بے ساختہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نکل گیا۔ یہی اونٹنی قریب لا کر بٹھا دی اور حضرت عائشہؓ کو اس پر سوار کر کے چل دیئے۔ قافلہ نے دوپہر کا پڑاؤ کیا تھا کہ حضرت صفوانؓ حضرت ام المومنین کو اونٹنی پر سوار کئے پہنچے۔ یہ

ایک اتفاقی اور معمولی واقعہ تھا۔ جو اکثر سفر میں پیش آیا کرتا ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے منافقین تاڑ میں لگے تھے۔ بھلا اس موقع کو کب ضائع کرنے والے تھے۔ ابن اُبی ملعون نے فوراً انگشت نمائی کی اور غلط افواہ پھیلا دی کہ نبی کی بیوی (العیاذ باللہ) پاک دامن نہیں رہیں۔

انسان کے لئے سب سے اہم اور نازک چیز آبرو ہے۔ اور اس پر حملہ انتہائی ذلت و کمینگی ہے، نفاق پرور اور عداوت پیشہ افراد کا یہ الزام صحابہ کرام کے قلب و جگر کو پاش پاش کر گیا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضطراب و غم بے پناہ تھا، یہ صحیح ہے کہ عزت سے زیادہ کوئی چیز نازک نہیں یہ وہ شیشہ ہے کہ پتھر مارنے سے نہیں بلکہ مارنے کے ارادہ ہی سے ٹوٹ سکتا ہے اب مریم اسلام حضرت عائشہؓ کو جب علم ہوا تو پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی آنحضرت سے اجازت لے کر میکے آئیں اور فرطِ غم سے غش کھا کر گر پڑیں۔ شدید بخار میں مبتلا ہو گئیں۔ آنسو تھمتے نہ تھے۔ غم رسیدہ ماں اپنی بیٹی کو تسلیاں دے رہی تھی، مگر بے سود بالآخر مکان کے ایک تاریک گوشہ میں سربسجود ہو کر خدائے علیم و بصیر کے حضور اپیل دائر کر دی۔ اب اکثر اوقات اسی حالت میں گذر رہے تھے۔

ہنگامی اجلاس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ اپنی رفیقہ حیات کی پاک دامنی کا یقین تھا۔ مگر منافقین کی زبان بند کرنے کے لئے آپ نے صحابہ اکرام کو مشورے کے لئے طلب فرمایا، حضرت اسامہ بن زیدؓ (جو آپ کے چہیتے غلام تھے) نے عرض کیا

حضورؐ ام المومنین عائشہؓ کی نیکی و پارسائی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اور خدا اپنے نبیؐ کی اہلیہ کو ناپاکی میں کیسے ملوث ہونے دے گا۔ حضرت علی مرتضےٰؓ نے آنحضرت کی دلجوئی کرتے ہوتے عرض کیا۔ اگر عائشہؓ سے آپ کی طبیعت میں ملال ہے تو علیٰحدگی میں کیا حرج ہے۔ رسالت کو بیویوں کی کیا کمی ہے؟ ہاں! عدل کا تقاضا ہے کہ تحقیق پوری کی جاتے۔ اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ کی لونڈی بریرہ سے دریافت کرلیا جاتے کنیز نے کہا خدا کی قسم جس طرح زرگر کھرے سونے کو جانتا ہے میں عائشہؓ کو اس سے زیادہ جانتی ہوں۔ اور میں نے اس طاہرہ میں سوائے خیر و پاک دامنی کے کچھ نہیں دیکھا۔

سوکنوں نے بھی عائشہؓ کی پاک دامنی پر گواہی دی اس موقعہ پر امام عدل و حریت مراد پیغمبر داماد حیدر حضرت فاروق اعظمؓ کا عجیب حال تھا رسول اللہؐ سے فاروقؓ نے عرض کیا حضور! مجھے یہ بتایئے کہ عائشہؓ کو آپ کی رفیقۂ حیات بنانے والا کون ہے؟ حضور نے اس سوال کے جواب میں انگلی آسمان کی طرف اٹھادی یہ خاموش مگر جامع جواب پاکر فاروق اعظمؓ نے تلوار بے نیام کرکے عرض کیا حضورؐ! منافقوں سے میری تلوار نمٹے گی۔ عائشہؓ کو آپ کے گھر سے نکالنے کا اختیار بھی اسی کو ہے جس نے سوچ سمجھ کر عائشہؓ کو آپ کے قدموں میں بھیجا تھا۔" فاروق اعظمؓ کے اس پر خلوص مشورہ سے رسول اللہ صلعم بے حد مسرور ہوتے۔ اور اپنے یارِ غار حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لاتے دروازہ پر دستک

دی، جناب صدیقہؓ کی والدہ نے دروازہ کھولا آنحضرتؐ نے پوچھا عائشہؓ کیسی ہے؟ درد وغم میں ڈوبی ہوئی ماں نے کہا حضور! میری بیٹی تو اس دن سے رو رہی ہے کسی سے بولتی نہیں ہر وقت سربسجود رہتی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں رسول اکرمؐ اور ماں کی آواز سن رہی تھی، میرا دل چاہا کہ اٹھوں اور رسول اکرمؐ کا دامن پکڑ لوں۔ مگر میری غیرت نے مجھے اٹھنے نہ دیا کہ جب تک رب العزت اپنی تائید وتصدیق کے غازہ سے میرا چہرہ نہ روشن کر دے شوہر کے سامنے نہیں جانا چاہیئے۔ آنحضرتؐ عائشہؓ کے قریب آئے اور فرمایا کہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتی ہو تو کہو۔ ام المومنین فرماتی ہیں۔ اب میرا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا۔ اور میں نے بے ساختہ روتے ہوتے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول آج میرا وہی حال ہے جو ابو یوسفؑ (حضرت یعقوبؑ) کا تھا۔ اور میں بھی وہی کہتی ہوں جو انہوں نے کہا تھا۔ اَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ آنحضرتؐ نے فرمایا عائشہؓ! عمرؓ نے بھی یہی مشورہ دیا ہے اور خدا کے حکم کا منتظر ہوں

صبح سعادت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے سوچا کہ نہ جانے کب تک خدا کا فیصلہ آئے گا۔ مگر دیکھا تو آنحضرتؐ کی جبیں اطہر پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے یہ وحی کی کیفیت تھی جو میری شام غم میں صبح سعادت کی دل کش نمود بن کر آئی تھی، کچھ دیر بعد رسول اکرمؐ نے چہرہ کا نور اوپر اٹھایا تو آپ کے چہرے سے مسرت و شادمانی ضوفشاں تھی۔ فرمایا۔ عائشہؓ! تجھے مبارک ہو خدا نے تیری برأت

کا اعلان کر دیا ہے، حضرت عائشہؓ کی والدہ (جو ساتھ بیٹھی تھیں) نے فرط مسرت میں کہا، بیٹی! شوہر کا شکریہ ادا کرو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا! نہیں آج مجھے اس کا شکر ادا کرنا ہے۔ جس نے میری برأت کی مجھ پر احسان عظیم کر دیا اور میرے آنسوؤں کی لاج رکھ لی۔ اور یہ کہہ کر فوراً سجدہ ریز ہو گئیں۔

اس طرح اخلاقی الزام حضرت یوسفؑ پر، حضرت موسیٰؑ پر اور حضرت مریم صلوٰۃ اللہ و سلامہٗ علیہا پر لگاتے گئے تھے مگر حضرت یوسفؑ کی صفائی کے لئے عزیز مصر کے گھر کا ایک لڑکا وکیل صفائی بنا۔ حضرت موسیٰؑ کے لئے ایک عورت اور جناب مریم کے لئے حضرت عیسیٰ وکیل صفائی بنے۔ مگر یہ مقدر عائشہ صدیقہؓ کا ہے کہ ان کے لئے خود خدا وکیل صفائی بن گیا۔ فرماتی ہیں میں نے سوچا شاید آنحضرت کے قلب اطہر پر میری صفائی القا کر دی گئی ہوگی یہ تو بعد میں پتہ چلا کہ میری صفائی کے لئے پوری سورۃ نور نازل ہوئی آنحضرت نے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ

ترجمہ:- ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے۔ پاک دامن عورتیں پاک دامن مردوں کے لئے اور پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں کے لئے۔ وہ (ان الزامات لگانے والوں کے) بہتان سے پاک ہیں انکے لئے

مغفرۃ ہے اور بہترین رزق۔ (القرآن سورۂ نور)

اس معیار کے ہوتے ہوتے گویا خدائے بزرگ و برتر نے جناب عائشہ رض کے خلاف سوچنے والوں سے یہ کہہ دیا۔ جنہیں حضرت عائشہ رض کی عفت و عظمت کا اندازہ کرنا ہو وہ ان کے شوہر کی عصمت و رفعت کو دیکھ لے

یہ تھا فرش کی ملکۂ عفت کے لئے عرش والے کا اعلان برأت جس سے تمام صحابہ کرام رض فرطِ مسرت میں جھوم جھوم اٹھے اور اپنی روحانی ماں کو ہدیۂ تبریک پیش کیا۔

★ ایک بار حضرت عائشہ رض نے فخریہ کہا۔ خدا نے میرے دامن میں جو انفرادی عظمتیں رکھی ہیں ان کا کون مقابلہ کر سکتا ہے فرماتی تھیں۔

★ میں صرف ۷ سال کی تھی کہ جب میرا رسول اکرم ؐ سے نکاح ہو گیا۔

★ میں صرف ۹ سال کی تھی خانوادۂ نبوت میں میری رخصتی ہو گئی۔

★ نکاح سے پہلے رویا صادقہ میں اللہ نے اپنے محبوب کو میری شکل دکھائی۔

★ صرف میں نبی کے گھر کنواری کی حیثیت سے آئی۔

★ مجھے اللہ کے سلام آتے۔

★ میں نے اپنی آنکھوں سے جبرائیل امین کو دیکھا۔

★ میرے بستر پر قرآن اترا۔

★ آنحضرت جب اس دنیا سے جانے لگے تو مجھ سے تکیہ لگا کے بیٹھے تھے ___ ۔

★ میرا حجرہ محمدؐ کا روضہ بنا۔

اور جب منافقوں نے مجھ پر الزام لگایا خود خدا میرا وکیل صفائی بن گیا۔
کسی شاعر نے کتنی خوبصورتی و عقیدت سے اپنی روحانی ماں کی خوبیوں
کو ان اشعار کی لڑیوں میں پرو دیا۔ ملاحظہ ہوں۔

تیری پاکیزگی پر نطق فطرۃ نے شہادت دی!
تجھے عظمت عطا کی عافیت بخشی فضیلت دی

اگر تیری سحر پرور ادا پر داغ آجاتا
خدا کا انتخابی فیصلہ مخدوش کہلاتا

خدا تے لم یزل کا بارہا تجھ پر سلام آیا!
مبارک ہیں وہ لب جن پر ادب سے تیرا نام آیا

رسول اللہؐ نے رکھا ہے صدیقہؓ لقب تیرا
فقط فرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا

شرف تیرے دوپٹے نے یہ جنگ بدر میں پایا!
اُسے پرچم بنا کر مخبر صادقؐ نے لہرایا![1]

تیرا حجرہ امین خاص ہے ذات رسالت کا
بساط ارض پر ٹکڑا ابھی ہے باغ جنت کا

اسی میں رحمۃ اللعٰلمین رہتے تھے رہتے ہیں!
تیرا حجرہ ہے جس کو گنبد خضری بھی کہتے ہیں!

اسی سے حشر کے دن سرورِ کونین اٹھیں گے
مگر تنہا نہیں اٹھیں گے مع شیخین اٹھیں گے

۱؎ جنگ بدر میں حضرت عائشہؓ کی اوڑھنی کو آنحضرت نے پرچم اسلام منتخب فرمایا۔

شفاعت کی تیرے رحمت کدہ سے ابتدا ہو گی۔
اسی پر امتوں کی مغفرت کی انتہا ہو گی

اب آنحضرت صلعم نے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ خدا واہ! میں نے بھی حضرت عائشہؓ میں سوائے بھلائی اور خیر کے کچھ نہیں دیکھا۔ پھر یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں جو ابھی ابھی نازل ہوئی تھیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ط

ترجمہ :- جن لوگوں نے صدیقہؓ طاہرہ پر بہتان باندھا تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہوا کہ ہر شخص نے وہی پایا جتنا اس نے گناہ کیا (یعنی مومنوں اور منافقوں میں تمیز ہو گئی) اور اس مہم میں جو بڑا بنا رہا اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے

قرآن کریم کی اس واضح شہادت کے بعد تہمت لگانے والوں کو اسی درے کی سزا تجویز ہوتی۔

دُوسری حکیمانہ بھُول

مادرِ امت کا ہار دوسری مرتبہ ذات الجیش میں گم ہوا، ہار کے گم ہونے کا پہلا واقعہ جناب عائشہؓ کو بہت کچھ سکھا چکا تھا، چنانچہ آپ نے قافلہ کی روانگی ملتوی کر دی اور ہار کی تلاش شروع کر دی گئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو پتہ چلا تو غصہ میں آتے، حضورؐ اس وقت حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھے

آرام فرما تھے، جناب صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔ تم روزانہ ایک نئی مصیبت ڈھاتی ہو اور یہ کہتے ہوئے اپنی لخت جگر کے پہلو میں کوچے دیئے۔ مگر آپ ذرا بھی نہ ہلیں کہ محبوب کے آرام میں خلل نہ پڑے۔ یہی وہ موقعہ ہے جہاں پانی میسر نہ آنے کی صورت میں تیمم کا حکم نازل ہوا۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ۔

ترجمہ :- اگر تم بیمار ہو یا سفر میں، یا حاجت ضروری سے فارغ ہو یا عورتوں سے مقاربت کی ہو اور پانی میسر نہ آئے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو اور اسے منہ، ہاتھوں اور کہنیوں تک پھیر لیا کرو۔

کچھ دیر قبل مجاہدین اسلام فرط جوش میں بیقرار تھے کہ وضو کیسے کیا جائے پانی میسر نہیں، قافلہ رکا ہوا ہے۔ مگر جب خدا کی طرف سے ہمیشہ کے لئے یہ رعایت پہنچی تو فرط مسرت سے جھوم اٹھے۔ اور بے ساختہ حضرت عائشہؓ کو دعائیں دینے لگے، اپنی روحانی ماں کی بے مثال عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے ہر طرف سے آوازیں آئیں۔ اے صدیقؓ کے گھر والو! تم پر ہمیشہ خدا کی رحمتیں ہوں یہ اسلام میں تمہاری وجہ سے ایک اور خیر و سعادت آ پہنچی۔ خود جناب صدیق اکبرؓ جو کچھ دیر پہلے بیٹی کو غصہ کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ پدری محبت کے والہانہ جذبہ سے سرشار اپنی بلند بخت بیٹی کے پاس گئے اور فرمایا۔ میری لخت جگر! مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تو اس قدر مبارک ہے

کہ تیری وجہ سے ملت اسلامیہ کو اتنی عظیم رعایت اور آسانی ملے گی. گویا یہ ہار گم ہوا نہیں...... کرایا گیا. چنانچہ جب قافلہ کی روانگی ہونے لگی تو حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے نیچے ہار پڑا ہوا ملا۔

آپؐ اور صرف آپؐ!!

خانوادۂ رسالت میں آنے والی بعض ازواج مطہرات بڑے اونچے اور خوشحال گھرانوں میں ناز و نعم کی پروردہ تھیں نبوت کے فقر و فاقہ میں بسر ہونے والے شب و روز ان کے لئے نہایت ہی صبر آزما تھے۔ بعض نے نان و نفقہ میں اضافے کا مطالبہ بارگاہِ رسالت میں کر دیا. چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا۔

ترجمہ:- اے نبی کہہ دیجئے اپنی بیویوں سے کہ اگر تمہیں دنیوی آسائش اور زینت چاہیے تو یہ چیز دے کر تمہیں رخصت دے دی جائے اور اگر خدا، رسول اور آخرت مطلوب ہے تو پھر یقیناً نیک عورتوں کے لئے خدا نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ان آیتوں کے نزول پر آنحضرتؐ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمایا! ایک بات پوچھتا ہوں مگر اس کا جواب اپنے والدین سے پوچھ کر دینا۔ اور پھر آپ نے مذکورہ آیتیں پڑھ کر سنا دیں. جناب عائشہؓ

نے بے ساختہ عرض کر دیا اے اللہ کے رسول! اس امر میں والدین کے مشورے کی ضرورت کیا؟ مجھے تو صرف اور صرف آپ ہی کی خوشنودی مطلوب ہے۔ دنیا اور اس کی تمام آسائشیں آپ کے قدموں پر قربان کروں حضورؐ اس جواب سے بے حد مسرور ہوتے۔ اور آپ کا چہرۂ انور فرطِ مسرت سے تمتما اٹھا۔

دوسری ازواج مطہرات نے بھی حضرت عائشہؓ کی تقلید کی اور یہی جواب دیا۔ یہ انتہائی نازک ترین مرحلہ بخیر و خوبی طے ہوا۔

دورِ الم

بیوگی عورت کی زندگی کا دردناک ترین زمانہ ہوتا ہے، ام المؤمنین کو اس روح فرسا غم سے صرف ۱۸ سال کی عمر میں دوچار ہونا پڑا ۱۱ھ صفر کے آخری حصہ میں آنحضرتؐ کی علالت مرگ شروع ہوئی، نبوت کا عادلانہ طرزِ زندگی اس تکلیف میں بھی ادائیگی حقوق کا پاسدار رہا۔ اور آپ باری باری اپنی ازواج مطہرات کے ہاں شب باشی فرماتے رہے، مگر ہر روز یہ پوچھتے کہ کل کسی کی باری ہے! آپ کی مزاج شناس بیویوں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت جناب عائشہؓ کے حجرہ میں رہائش پسند فرماتے ہیں، چنانچہ حضور کے تقاضائے قلب کے مطابق باقی تمام ازواج مطہرات نے بخوشی حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام کی اجازت دے دی اور اپنی دنیوی زندگی کے آخری لمحات حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں گذار رہے ہیں اور قدرت کا یہ فیصلہ کتنی بڑی حکمت کا مظہر ہے کہ عائشہؓ کی فطری ذکاوت و فطانت اور بے مثال حافظہ نے آپ کے

آخری اقوال وفرامین کو محفوظ کر کے امت تک پہنچایا۔ حضرت عائشہؓ اپنے محبوب کی علالت اور تکلیف کو دیکھ کر پارے کی طرح بے قرار تھیں، حضورؐ سے سیکھی ہوئی دعائیں پڑھ پڑھ کر آنحضرت پر دم کرتی جاتی تھیں۔ بشدت مرض سے جب نقاہت حد سے بڑھی تو نماز کے لئے مسجد جانا بھی دشوار ہوگیا۔ آپ نے حکم دیا:۔

مروا ابا بکرؓ ان یصلی بالناس۔ ابوبکرؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ نماز پڑھائیں:۔

بیٹی سے زیادہ باپ کے مزاج کو کون جانتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ ابوبکرؓ بہت رقیق القلب ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہو کر کیسے امامت کریں گے۔ کسی اور کو حکم فرمائیں۔ مگر آنحضرت نے دوبارہ (تاکیداً) یہی فرمایا۔ جناب صدیقہؓ نے حضرت حفصہؓ سے بھی یہی بات کہلوائی، مگر رسالت مآب صلعم کا حکم فیصلہ کن تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ علالت سے قبل آپ نے کچھ اشرفیاں گھر رکھنے کو دی تھیں۔ اب انہیں غرباء مساکین میں تقسیم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا۔ میں خدا کو کیوں نہ متوکل ہو کر ملوں۔ چنانچہ وہ اشرفیاں تقسیم کردی گئیں۔

اپنی رفیقۂ حیات سے تکیہ لگا کر آرام فرما تھے کہ حضرت عائشہؓ کے بھائی جناب عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ تشریف لاتے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آنحضرت نے پسندیدہ نگاہوں سے مسواک کی طرف دیکھا۔ آپ کی

مزاج شناس عائشہ رضؓ سمجھ گئیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ بھائی کے ہاتھ سے مسواک لے کر اسے خوب نرم کیا اور رسول اللہ کو پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے پوری بشاشت سے مسواک استعمال فرمایا۔

جناب عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کا سر اقدس میں گود میں لئے بیٹھی تھی کہ اچانک آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا کر فرمایا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی حضرت عائشہ رضؓ اس جملہ کے مضمرات کو سمجھ گئیں کہ خدا کے وصل کو دنیا پر ترجیح دی جا رہی ہے۔ نبوت کا یہ انتخابی جملہ سن کر حضرت عائشہ رضؓ کے قلب و جگر کو اندیشۂ مفارقت نے تہہ و بالا کر دیا۔ اور گھبرا کر عرض کرنے لگیں، حضور آپ کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے؟ آنحضرتؐ نے جواباً فرمایا...... اجر بھی تو عظیم ہے۔ اچانک آپ کے جسد اطہر کا بوجھ محسوس کر کے حضور کی نگاہوں پر نظر ڈالتی ہیں تو آنحضرتؐ کی مبارک آنکھوں سے موت کے آثار پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ عائشہ رضؓ تمہاری مسرتوں کا خزانہ لٹنے والا ہے اور تمہارے پر بہار سہاگ پر بیوگی کا دردناک موسم خزاں آچکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین رضؓ نے محبوبؐ خدا کا سر مبارک تکیہ پر رکھا اور بے ساختہ رونے لگیں۔ سیدہ عائشہ رضؓ کے اس غم و اندوہ کا کن الفاظ سے ذکر کروں؟

حجرۂ عائشہ رضؓ روضۂ رسولؐ

رسول مقبولؐ صلعم کو حجرۂ عائشہ رضؓ سے کس حد تک انس تھا۔ اس کا اس سے اندازہ کیجئے کہ خدا نے اپنے محبوبؐ کے لئے آخری آرام گاہ بھی اسی حجرۂ

عائشہؓ کو بنا دیا۔ سیدہ عائشہؓ نے وفات نبوی سے قبل ایک خواب دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں آ کر گرے ہیں، چنانچہ رسول اکرمؐ جب حجرہ عائشہؓ میں مدفون ہوتے تو حضرت صدیقؓ نے اپنی بیٹی کو خواب کی تعبیر بتائی کہ جان پدر! یہ ہے تمہارے خواب کی حسین تعبیر ایک چاند تو آپ کے حجرے میں آ پہنچا اور یہ ان تین میں سے بہترین چاند ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم ع۱

تیرا حجرہ امین خاص ہے ذات رسالت کا!
بساط ارض پر ٹکڑا یہی ہے باغ جنت کا

اسی میں رحمۃ اللعلمین رہتے تھے رہتے ہیں!
تیرا حجرہ ہے جس کو گنبد خضریٰ بھی کہتے ہیں

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد چالیس سال حضرت عائشہؓ نے بیوگی کے عالم میں گذارے۔ تا زندگی روضۂ رسول کی خادمہ رہیں رات کو مزار اقدس کے ساتھ ہی سویا کرتیں۔ مرقد محبوبؐ کی کشش کا حال بھی چاہتوں کی سچی لگن سے سرشار دل ہی جانتے ہیں۔

لیکن جب حضرت فاروقؓ حجرۂ عائشہؓ میں مدفون ہوتے تو آپ نے رات کو سونا بھی ترک کر دیا اور روضۂ رسول میں باپردہ جانے لگیں۔

رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد باقی ازواج مطہرات نے اپنے داماد حضرت عثمان غنیؓ کے ذریعے جانشین رسولؐ حضرت صدیقؓ کو وراثت سے متعلق کہلوایا تو جناب عائشہؓ نے یاد دلایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرا کوئی وارث نہ ہوگا۔ اور میرے تمام متروکات صدقہ ہوں گے۔ چنانچہ اس

نمبر ۱ دوسرے دو چاند صدیقؓ و فاروقؓ حجرۂ عائشہؓ میں مدفون ہوئے

وضاحت سے تمام امہات المؤمنین مطمئن ہو گئیں۔

دُوسرا داغ

رسول مقبول صلعم کی جدائی کا صدمہ ابھی تازہ تھا کہ سوا دو سال بعد والد گرامی حضرت صدیق اکبرؓ بھی اپنی لخت جگر کو داغِ مفارقت دے گئے۔ حضرت عائشہؓ کی خوش نصیبیوں کا اندازہ تو کیجئے کہ رسول اللہ کی زندگی کے آخری لمحات بھی ان کے حجرہ میں ان کے سامنے گذرے۔ اور افضل البشر بعد الانبیاء حضرت صدیق اکبرؓ کی زندگی کے آخری لمحات بھی آپ کے سامنے گذرے۔ باپ (صدیقؓ) نے پوچھا بیٹی! میرے آقا و مولیٰ کے کفن کے کتنے کپڑے تھے؟ جواباً عرض کیا تین سفید کپڑے۔ حضرت صدیقؓ نے پھر پوچھا۔ رسول اللہ نے کس روز وفات پائی؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا دوشنبہ کے روز پوچھا آج کون سا دن ہے؟ جواباً بولیں دوشنبہ کا دن ہے۔ صدیق اکبرؓ پورے اعتماد سے بولے۔ تو پھر آج میری روانگی ہے، پھر فرمایا بیٹی! میری اس چادر (جو اوڑھ رکھی تھی) کو دھو کر میرا کفن بنا لینا۔ آبدیدہ ہو کر حضرت عائشہؓ بولیں۔ ابا حضور! کیا ہم نیا کفن بھی آپ کے لئے نہیں بنا سکتے! نبی کے سچے جانشین نے فرمایا! بیٹی زندہ رہنے والے لوگ نئے کپڑوں کے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ اسی شب یارِ غار رسولؐ نے اس دورِ فانی کو خیر باد کہا۔ اور اپنے محبوبؐ کی آغوش رحمت میں جا کر سو گئے۔ جناب صدیقہؓ کو بیوگی کے ساتھ اب یتیمی کا دکھ بھی سہنا پڑا۔

فاروق اعظمؓ کا دور اسلام کا وہ دور ہے جسے دورِ نبوت کا حسین پرتو

کہا جاسکتا ہے۔ آپؓ نے جہاں نظام سلطنت میں دوسرے قابل فخر کارنامے انجام دیتے، وہاں اپنی روحانی ماؤں ازواج مطہراتؓ کے لئے بھی شایانِ شان وظائف مقرر کرکے انہیں ضروریات زندگی کی سہولت بہم پہنچاکر حق پسری ادا کیا۔

قاضی ابو یوسف نے اپنی تصنیف کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے دوسری ازواج مطہرات کے لئے دس دس ہزار جب کہ حضرت عائشہؓ کے لئے بارہ ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔

اس ترجیح کی توجیہہ بھی آپؓ نے خود فرمادی کہ چونکہ حضرت عائشہؓ ہمارے آقا کو محبوب تھیں۔ اس لئے وہ زیادہ کی حقدار ہیں۔

خودداری دورِ فاروقی میں عراقی فتوحات سے موتیوں کی ایک ڈبیہ بارگاہ خلافت میں آئی، حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے کہا۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو یہ ڈبیہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیج دوں کہ وہ ہمارے آقاؐ کی پاکیزہ محبت اور چاہتوں کا محور تھیں......"

سب نے بخوشی اجازت دے دی تو وہ ڈبیہ حضرت عائشہؓ کو بھیج دی گئی جناب صدیقہؓ نے وہ ڈبیہ کھول کر دیکھی تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ ابن خطاب کے مجھ پر بہت احسانات ہیں، خدا آئندہ مجھے ان کے عطیوں کے لئے زندہ نہ رکھے۔

بیمثال ایثار اپنے حجرہ میں رسول مقبولؐ اور اپنے والد محترم کے بعد خود اس رشک جنت راحت کدہ میں دفن

ہونا چاہتی تھیں۔ مگر فاروق اعظمؓ نے جب اس آرزو کا آخری وقت میں اظہار فرمایا۔ تو حضرت عائشہؓ نے بخوشی اجازت دے دی اور فرمایا اگرچہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے منتخب کر رکھی تھی مگر میں عمرؓ کے لئے ایثار کرتی ہوں۔ اسے اپنے دو رفیقوں کے ساتھ سوتا دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ ادھر بھی تو فاروق اعظم تھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ میری ماں کو جزائے خیر دے۔ مگر میرا جنازہ آستانۂ اقدس پر لے جاکر رکھ دینا اور ایک بار پھر ام المؤمنین سے اجازت طلب کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور حضرت عائشہؓ کی اجازت سے خلافتِ راشدہ کا یہ عظیم تاجدار نبوت و صداقت کے جوار الفت میں سو گیا۔

دورِ اضطراب

حضرت فاروق اعظمؓ کے بعد دامادِ رسول مقبول صلعم حضرت عثمان ذوالنورین مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے تو آپ نے بھی اپنے پیش رو (حضرت عمرؓ) کے معمول کے مطابق ازواج مطہرات اور حضرت عائشہؓ کے لئے وظائف بحال رکھے آپ کا ابتدائی چھ سالہ دور انتہائی امن و سکون اور اسلامی فتوحات کا مثالی دور گذرا۔ لیکن آخری چھ برس منافقین کی ریشہ دوانیوں اور ابن ابی کے باقی گروہ کی سازشوں کی وجہ سے اضطراب و انتشار کا شکار ہو گئے۔ دراصل یہودیوں اور انکے سیاسی ایجنٹوں کے لئے پیغمبر اسلام کے جانشینوں کے ہاتھوں اسلامی فتوحات اور سلطنتِ اسلامیہ کا استحکام کہاں قابل برداشت تھا۔ بالخصوص حضرت عثمانؓ کی قیادت میں اسلامی انقلاب کی ولولہ انگیز فتوحات نے

بر و بحر کے فاصلوں کو سمیٹتے ہوئے دنیا کے ہر گوشہ میں پرچم اسلام لہرایا۔
چنانچہ یہودی سازش کے تحت اسلام کے گھر منافقین کے ذریعہ آگ لگانے کے دیرینہ منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جانے لگا۔ اور اپنی زیر زمین سرگرمیوں کو تیز تر کر کے اسلام کے پر امن شب و روز کو تہہ بالا کر کے رکھ دیا۔ ان کا پروگرام انتشار و اضطراب اور صحابہ کرام پر تنقید کر کے انکے مقام و مرتبہ کو مٹانا اور آپس میں غلط فہمیاں پیدا کر کے باہم متصادم کرنا اور یوں دینی قیادت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دینا تھا۔ چنانچہ اس لعنتی گروہ نے امام مظلوم حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کے خلاف ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یورش بپا کر دی اور ان کے درپردہ مکروہ عزائم سے بے خبر کچھ نیک دل افراد بھی ملوث ہو گئے۔

دراصل منافقت ہے ہی کچھ ایسا روگ کہ اس کے نقصانات بہت گہرے ہوتے ہیں، رسالت کے نورانی دور میں تو منافقت کی رات زیادہ تاریکی پھیلانے میں کامیاب نہ ہو سکی کہ وحی کا نور اسے تار تار کر رہا تھا۔ مگر اب منافقت پوری شدت سے حملہ آور ہوتی اور اسلام کے گھر آگ لگانے کے لئے اپنا فیصلہ کن کردار ادا کرنا چاہتی تھی۔

ملت اسلامیہ کے لئے وہ دن نہایت ہی منحوس دن تھا جس روز نبیؐ کا دوسرا داماد پیکر علم و حیا، فاتح شام و روم امام مظلوم حضرت سیدنا عثمان غنیؓ چالیس دن کے بھوکے پیاسے انتہائی بے دردی کے عالم میں شہید کر دیئے گئے۔ اس مظلوم کی المناک موت پر آج محمدؐ کے مدینہ کا جگر ٹکڑے

ہو گیا تھا۔ اور اس مقدس شہر کے در و دیوار سے غم و اندوہ کی جگر پاش صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ چشم فلک نے انسانی بربریت کا یہ نظارہ شاید اس سے پہلے نہ دیکھا ہو کہ ایک شریف النفس انسان کو نشانہ ظلم بنایا گیا۔ جو اپنے قاتلوں سے الجھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ اور اپنے حامیوں کو مزاحمت کی اجازت نہیں دیتا۔ اتمام حجت کے لئے اپنے قاتلوں کو مکان کی چھت پر آپ نے جو دردناک خطبہ دیا اسکے ایک ایک لفظ سے ان کی عظمت و بے گناہی ٹپک رہی تھی۔ مگر اُف ارے وحشت و منافقت سے بھرے ہوتے درندو! تم نے اس شخص پر تلوار چلا دی جس کی گردن قرآن کی تلاوت میں جھکی ہوتی تھی۔ اور جس کی زبان آیات قرآنی کے آفاقی نغموں سے زمزمہ سنج تھی اس کنویں کا پانی بند کر دیا جو آپ نے یہودیوں سے خرید کر وقفِ ملت کر دیا۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا گیا جس کی توسیع کے لئے آپ نے زمین خرید کر دی۔ عثمان غنی رض کی اس دردناک خاموشی کے ردعمل میں جو طوفان اٹھا وہ محتاج بیان نہیں اسی طوفان میں کبھی جمل کی ہولناک گرج ہے تو کبھی صفین اور کربلا کی جانکاہ تڑپ .....؛

حادثۂ جمل

شہادت امام مظلوم کے بعد فضائیں چہار جانب سوگوار تھیں۔ شام تو داماد رسول ؐ کی مظلومانہ شہادت کی خبر سن کر فرط جوش میں آتش زیر پا تھا۔ اور انتقام انتقام کی صدائیں کسی آنے والے ہلاکت خیز طوفان کی خبر دے رہی تھیں۔ چنانچہ اپنے خون

جگر سے سجاتے ہوئے گلشن کو پامال ہوتا دیکھ کر حضرت عائشہؓ اپنے منصبی فرض کی ادائیگی کے لئے اٹھیں، ملت کا یہ ہولناک منظر حضرت عائشہؓ جیسی جری اور بلند حوصلہ خاتون کے لئے کہاں قابل برداشت تھا۔ آپ نے جب دیکھا کہ اس گتھی کو سلجھانے والا کوئی نہیں تو صدیقہؓ کائنات نے اصلاح کا علم بلند کر دیا۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ جیسے عظیم یارانِ رسولؐ آپ کے ہمنوا تھے۔

شہادت عثمانؓ کے وقت چونکہ آپ حج کی غرض سے مکہ تشریف لائی ہوئی تھیں، یہیں امام مظلوم کی جانکاہ خبر شہادت پہنچی اور یہیں سے آپ اپنے روحانی فرزندوں کی کثیر تعداد کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ یہ ہزاروں مسلمان شہادت عثمانؓ کی دلدوز اطلاع سن کر بےتابانہ اپنی روحانی ماں کے ہمرکاب ہیں۔ اس سفر مبارک کے آغاز پر دوسری ازواج مطہرات نے بھی تائید کا مظاہرہ یوں کیا کہ دور تک حضرت عائشہؓ کی مشایعت فرمائی۔

لوگوں کے کرب و الم کا اتنا جگر پاش منظر تھا کہ ہر آنکھ پرنم اور ہر دل پارے کی طرح بےتاب تھا۔ میں اس پیچیدہ مرحلہ پر بعض (گروہی) مورخین کے اس موقف سے اتفاق نہیں کرتا کہ حضرت علیؓ جناب عائشہؓ کو یا جناب عائشہؓ حضرت علیؓ کو مٹانا چاہتے تھے۔ یہ بالکل الزامی انداز فکر ہے۔ میں اس دیانتدارانہ موقف سے متفق ہوں کہ ام المومنین شفقت مادری کے پیش نظر جناب علیؓ کے پاس اس غرض سے آئیں کہ اپنے فرزند کو سمجھاؤں گی

قائل کروں گی اور سابق تحریک کے جو قاتلین عثمانؓ صرف اپنے تحفظ کے لئے حضرت کے اردگرد جمع ہو گئے تھے ان سے جناب علیؓ کو نجات دلاؤں گی، چنانچہ حضرت عائشہؓ نے بصرہ کے قریب پہنچ کر جو خطبہ دیا اس سے آپ کو مریم اسلام کی نیک نیتی اور مثبت انداز فکر کا اندازہ ہو گا۔ فرمایا، خدا کی قسم میرے مرتبہ کے اشخاص کسی بات کو گھر سے چھپا کر گھر سے نہیں نکلتے اور نہ کوئی ماں اصل اپنے بیٹوں سے چھپا سکتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قبائل کے آوارہ گردوں نے مدینہ پر (جو حرم محترم ہے) حملہ کیا۔ فتنے برپا کئے۔ اس بنا پر وہ خدا کی لعنت کے مستحق ہیں، علاوہ ازیں انہوں نے بے گناہ خلیفۂ اسلام کو قتل کیا۔ معصوم خون کو حلال جان کر بہایا۔ آگے فرماتی ہیں۔

میں یہاں اس لئے آئی ہوں کہ لوگوں کو بتاؤں کہ عام مسلمان جنہیں ہم پیچھے چھوڑ آتے ہیں۔ ان سے کیا نقصان پہنچ رہا ہے اور وہ کن کن جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ۔ یعنی سرگوشیوں کا اکثر کوئی فائدہ نہیں، لیکن یہ کہ جذبہ خیر اور اصلاح کے ساتھ کوشش کی جائے، ہم اصلاح کی دعوت لے کر نکلے ہیں جس کا خدا نے ہر چھوٹے بڑے مرد و زن کو حکم دیا۔ یہ ہے ہمارا مقصد جس نیکی پر ہم تمہیں آمادہ کر رہے ہیں اور جس کی برائی سے تمہیں روک رہے ہیں۔ ؁۱

مادر امت کے اس خطاب میں ایک ایک لفظ سے جذبہ اصلاح کے سوا کچھ نہیں، تاریخ کی صحیح رہنمائی یہی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جنگ د

۱؎ ازالۃ الخفا حصہ دوم رد کوثیل ر

جان سے بچنے کی امکانی کوشش کی اور حضرت علیؓ سے صلح کی بات چیت خاصی آگے بڑھی قریب تھا کہ نہایت خوش اسلوبی سے معاملہ سلجھ جاتا، مگر سبائی منافقین جانتے تھے کہ حضرت عائشہؓ و حضرت علیؓ کی صلح ہماری موت کے مترادف ہے، چنانچہ انہوں نے ہی رات کے اندھیرے میں حضرت عائشہؓ کے لشکر پر حملہ کر کے مصالحت کی بات چیت کو ناکام بنا دیا۔

ام المؤمنین کو جب پتہ چلا کہ جنگ شروع ہو گئی ہے۔ تو آپ قاضی بصرہ کے مشورے سے اپنی آہنی ہودج پر سوار ہو کر دونوں فوجوں کے درمیان تشریف لائیں، رسول اللہ کے دو جلیل القدر صحابی حضرت طلحہؓ و زبیرؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ ادھر سے حضرت علیؓ نے ان دونوں حضرات کو بلا بھیجا اسلام کے یہ تینوں جلیل القدر فرزند جب ایک جگہ آمنے سامنے آکھڑے ہوتے تو دھرتی کا سینہ شق ہونے لگا کہ یارد حنین کے ہیرو آج بہ ہمدیگر دست و گریباں ہیں۔

منافقین میں ایک حکیم نامی لعین نے تو یہاں تک تجویز کی کہ عائشہؓ پر تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حملہ کر کے اسے شہید کر دیا جائے اندھیرے میں تلواریں اندھا دھند چل رہی تھیں اور ہاتھ کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ (ایک دوسرے پر حملہ کرتے وقت گردن کو بچاتے تھے) نتیجۃً تاریخ اسلام کے دامن کو کئی ہزار کلمہ گو افراد کے خون کے چھینٹے رنگین کر گئے، کشتوں کے پشتے لگ گئے بنوازد اور بنو ناجیہ کے ان شیر دل و پرجوش جوانوں کو تاریخ سلام کرتی رہے گی جو حرم نبویؐ کی حفاظت کے جذبہ سے سرشار سر ہتھیلی پر رکھے اپنی روحانی ماں کی اونٹنی کے ارد گرد جمع ہو کر حملہ آوروں کے تیر د

تلوار کے زخم سہتے اور کٹ کٹ کر گرتے اور جام شہادت نوش کرتے جاتے رہے۔ تاریخ نے بتایا کہ حضرت عائشہؓ کی اونٹنی کے اطراف لاشوں کے انبار لگ گئے۔ دستے پر دستہ آتا اور پروانہ وار قربان ہوتا جاتا مگر اپنی مادرِ محترمہ تک کسی سفاک کا وار نہ پہنچنے دیا اس دلدوز حادثہ پر اگر خوشی تھی تو صرف ابن سبا کی ذریت کو تھی جن کا مشن ہی اسلام کے گھر کو آگ لگانا تھا، ورنہ تو اس المیہ پر عائشہؓ و علیؓ دونوں کے قلب و جگر پارہ پارہ تھے حضرت علیؓ کو جب حضرت زبیرؓ کا سر اور تلوار پیش کی گئی تو آپ کی آنکھیں چھلک پڑیں اور روتے ہوتے فرمایا۔ آہ! یہ وہی تلوار ہے جس نے کتنی بار رسول اللہ صلعم کے چہرے سے مشکلات کے بادل ہٹاتے یہی حال حضرت طلحہؓ کی میت پر تھا۔ حضرت ان کے ہاتھوں کو اٹھاکر چومتے رہے اور فرماتے رہے ان ہاتھوں نے رسول اکرمؐ پر برساتے جانے والے کفار کے تیروں اور نیزوں کا مقابلہ کیا۔ جناب عائشہؓ بھی اس حادثۂ خونچکاں پر تازندگی افسوس کرتی رہیں اور بعض اوقات تو اس واقعہ کو یاد کر کے اس قدر تڑپ جاتیں کر رونے روتے آنچل آنسوؤں سے بھیگ جاتا۔ یہی قاتلین عثمانؓ جب خوارج کا روپ دھار کر حضرت علیؓ کے مقابلہ میں آتے تو جناب علیؓ پر الزام لگایا کہ انہوں نے اپنی روحانی ماں حضرت عائشہؓ کو لونڈی بنانا چاہا تھا (العیاذ باللہ)

حقیقت یہ ہے کہ اس خون ریزی سے حضرت عائشہؓ و حضرت علیؓ کا دامن پاک ہے۔ اس کا پورا وبال منافقین کے اس گروہ کے سر ہے، جو مختلف صورتوں میں اسلام کے پرامن شب و روز کو تہہ بالا کرتے رہے۔

وفات

۵۸ھ میں آپ بیمار ہوئیں۔ یہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضؓ کی خلافت کا آخری زمانہ ہے، دوران علالت جو لوگ مزاج پرسی کو آتے ان کی زبان سے اپنی مدح و تعریف سننا بالکل ناپسند فرماتیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس نے آکر عرض کیا آپ کا نام ازل سے ام المؤمنین ہے، آپ ہمارے آقا و مولا کی محبوب ترین اہلیہ ہیں خدا نے آپ کے ذریعہ امت پر تیمم کی رعایت فرمائی۔ آپ کی برأت میں سورۃ نور اتری، حضرت عائشہ رضؓ نے یہ سن کر فرمایا ابن عباس رضؓ! مجھے اپنی تعریف سے معاف رکھو۔ کاش کہ میں معدوم محض ہوتی! آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے روضہ اقدس میں دفن نہ کیا جائے۔ (یہ غالباً اس لئے کہ حضرت عمر رضؓ کی موجودگی میں حجاب محسوس فرماتی تھیں) دوسری یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ رات کی تاریکی میں اٹھایا جائے۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ ۱۳ جون ۶۷۸ء شب کو بعد نماز وتر ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی، آپ کے جنازہ میں ایک اژدھام تھا جو مدینہ میں رات کے وقت اس سے قبل کسی جنازہ میں نہیں دیکھا گیا۔ حافظ الحدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے صدیقہ رضؓ کائنات کی نماز جنازہ پڑھائی۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عتیق عروہ بن زبیر بھتیجوں اور بھانجوں نے نسوانی دنیا کی اس ملکہ عفت کو سپرد خاک کیا۔ اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین کے اقوال زریں

(۱) حضرت امیر معاویہ رضؓ کو ایک بار خط لکھا۔ بعد سلام میں نے آنحضرت صلعم سے سنا جو

شخص آدمیوں کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر خدا کی رضا جوئی میں رہے تو خدا اس کو لوگوں کی خفگی و ناراضگی سے محفوظ رکھتے ہیں اور جو شخص خدا کو ناخوش کر کے انسانوں کو خوش رکھنے کی کوشش میں رہے تو خدا اسے انہیں انسانوں کے حوالے کر دیتا ہے جس طرح چاہیں اس سے سلوک کریں۔

(۲) فرماتی ہیں! قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور جنت کے طلب گار رہو۔

(۳) شکم سیر ہو کر مت کھاؤ۔

(۴) جو لوگ پیوند لگا کر کپڑا نہیں پہنتے وہ حشر میں لباسِ فاخرہ سے محروم رہیں گے۔

"رضی اللہ تعالیٰ عنہا"

★★★★★★★★★★★